

ملفوظات حضرت شیخ یونس صاحبؒ

از: مولانا ہاشم فرخ آبادی

(خادم خاص حضرت شیخ علیہ الرحمۃ)

ایک صاحب حضرت کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جی میرا بیٹا حفظ کر رہا ہے، ذہن کمزور ہے، دعا کی درخواست ہے، فرمایا کہ زیادہ سختی نہ کرو۔

فرمایا کہ ایک عالم صاحب اپنے بیٹے کو صرف کھانے کے وقت تھوڑا پڑھا دیا کرتے تھے، ان کا بیٹا وقت کا سب سے بڑا عالم ہوا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ محض پڑھنے سے ہم علامہ بن جائیں گے، اللہ جسے چاہتا ہے، وہ علامہ بنتا ہے۔

ایک مرتبہ اپنے بارے میں کچھ بیان فرما رہے تھے، پھر فرمایا کہ تم لوگ سوچتے ہوں گے کہ اپنا عیب خود بیان کر رہے ہیں، جب اپنا عیب بغرض اصلاح بیان کیا جائے تو ٹھیک ہے۔

رات دن میں کئی مرتبہ لوگوں کے سامنے توبہ کرتے اور فرماتے کہ تم لوگ گواہ رہنا میں تم لوگوں کے سامنے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔

حضرت ہمیشہ سیدھے بیٹھ کر کوئی چیز تناول فرماتے تھے، یعنی اگر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوتے، تو سیدھے بیٹھ جاتے، پھر تناول فرماتے، اور فرماتے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔

نیز ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ٹیک لگائے ہوئے تھے، کھانے کے لیے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، اور فرمایا کہ آپ ﷺ کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھاتے۔ ایک مرتبہ حضرت نبی اکرم ﷺ

ٹیک لگا کر کچھ تناول فرما رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے، اور فرمایا: کیسے کھا رہے ہو؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: کیسے کھاؤں؟ حضرت جبریل نے فرمایا کہ ایسے کھاؤ جیسے غلام کھاتا ہے۔

جب کافی کمزوری کی وجہ سے سیدھے بیٹھنے کی ہمت نہ ہوتی اور مجبوراً ٹیک لگا کر کچھ تناول فرماتے، تو لوگوں سے کہتے کہ بچو! میں کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھاتا تھا، جب سے بہت کمزوری ہوئی ہے، تب سے کبھی کبھی ٹیک لگا کر کھانا پڑتا ہے۔

ایک مرتبہ چھوٹے کمرے (یہ کمرہ حضرت کے قیام کے کمرے کے علاوہ حضرت کے مہمانوں کے لیے تھا) کی ایک الماری میں کسی طرح آگ لگ گئی، اور الماری میں کچھ رقم میری تھی، کچھ حضرت کی اور اس الماری میں کچھ کتابیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ جو رقم میری تھی، وہ تو الماری کے بیچ میں تھی، اور جو حضرت کی تھی وہ الماری کے ایک کونے میں رکھی ہوئی تھی، میرے ذہن میں یہ تھا کہ ساری رقم ایک ہی جگہ رکھی تھی، اس لیے ساری رقم جل گئی۔ حضرت کو دوسرے دن بندے نے بتایا کہ چھوٹے کمرے کی الماری میں کسی نے آگ لگا دی تھی، اور اس میں جو رقم تھی، وہ جل گئی۔ حضرت نے انتہائی نرم لہجے میں فرمایا کہ چلو جو مقدار تھا وہ ہو گیا۔ پھر اگلے دن فرمایا: ارے سارے پیسے جل گئے؟ میں نے عرض کیا جی سارے پیسے جل گئے۔ گویا حضرت یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ سارے نہیں جلے۔ لہذا میں نے دیکھا تو الماری کے ایک کونے میں حضرت کی رقم بالکل کالی ہو چکی تھی۔

فرمایا کہ اگر سب کچھ دعا سے ہوتا تو حضور ﷺ خانہ کعبہ میں بیٹھ کر دعا کرتے رہتے اور کچھ نہ کرتے۔

رمضان میں فضائل اعمال پڑھی جا رہی تھی، ایک مفتی صاحب نے بعد از فراغت

یہ سوال کیا۔ کس چیز پر انہوں نے سوال کیا وہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ بہر حال فضائلِ اعمال میں حضرت شیخ زکریا صاحبؒ نے ایک مسئلہ رمضان سے متعلق لکھا ہے، حضرت تھانوی نے بظاہر اس کے خلاف لکھا ہے، تو ان مفتی صاحب نے بطور سوال یہ عرض کیا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف لکھا ہے (ان کے الفاظ نہیں تھے) شیخ ایک منٹ خاموش رہے، پھر فرمایا کہ حضرت تھانوی کی بات کوئی حرفِ آخر تھوڑی ہے اور بہت ناراض ہوئے، پھر فرمایا کہ تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ یہ بات حضرت تھانوی کی بات کے خلاف ہے، اور حضرت تھانوی نے اس کے خلاف لکھا ہے؟ بہر حال ان کی اس بات پر حضرت بہت ناراض ہوئے۔

فرمایا کہ میں نے ایئر پورٹ پر جمع بین الصلوٰتین کی، تو کسی نے کہا کہ کیا آپ نے حنفی نہیں ہیں، میں نے کہا کہ میں حنفی ہوں، لیکن کٹاڑہ میں سے نہیں ہوں۔

میرٹھ مولانا شاہین جمالی صاحب کے یہاں حضرت ختم بخاری شریف میں جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک مولوی صاحب کو بطور خاص مولانا نے بلا رکھا تھا وہ حضرت کے تشریف لے جانے کے دو تین گھنٹے کے بعد حضرت سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے، جب حضرت سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت نے ان مولوی صاحب سے فرمایا کہ میاں آپ کے اندر کبر ہے، مجھے یہاں آئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے اور آپ اب آرہے ہو؟

فرمایا کہ میں اللہ کا ید تسلیم کرتا ہوں، لیکن وہ کس طرح ہے، ہمیں معلوم نہیں۔ جب اللہ نے اپنے لیے ید کا اطلاق کیا ہے، تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کی تاویل کریں، میں تاویل کا قائل نہیں ہوں۔

فرمایا کہ میں کسی کی مکمل طور پر تقلید نہیں کرتا، لیکن بخاری کی مکمل طور پر تقلید کرتا ہوں۔
 فرمایا کہ میں کسی کے پاس بیٹھتا اٹھتا نہیں ہوں، اپنے کام میں مشغول رہتا ہوں۔
 زمانہ طالب علمی میں ایک ساتھی نے چائے پلانے کے لیے بٹھا دیا، بہت وقت ضائع ہو گیا،
 اس وقت سے میں نے توبہ کر لی کہ اب کسی کے پاس بالکل نہیں بیٹھوں گا۔

مجھ سے فرمایا کہ روزی کے لیے زیادہ پریشان نہ ہو، اللہ نے حضور ﷺ سے فرمایا:
 وَمَا كَانَ رُبُّكَ نَسِيًّا، یہ نص قطعی ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

فرمایا کہ بچو میری کوئی اولاد نہیں ہے، میرے لیے میرے بعد قرآن پڑھنا اور کچھ
 صدقہ بھی دینا۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں گیا، دیکھا کہ میرے ایک استاذ کے پاس موزہ نہیں
 ہے، میں نماز کے بعد اپنا مستعمل موزہ لے کر حاضر خدمت ہوا، اور اس موزے کو پیش کر
 کے عرض کیا کہ حضرت میرے پاس یہ مستعمل موزہ ہے، آپ اسے استعمال کر لیں، حضرت
 نے رکھ لیا۔ اس دن سے میرے پاس اتنے موزے آنے لگے کہ جو بھی آتا موزہ لے کر آتا،
 اتنے ہیں کہ میں دکان کھول سکتا ہوں۔

فرمایا کہ گجرات کے ایک صاحب مجھ کو کچھ ہدیہ بھیجا کرتے تھے، انتقال سے پہلے
 اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں ان کو ہدیہ دیا کرتا تھا، یہ سلسلہ بند مت کرنا، پھر ان کے بیٹے مجھ کو
 ہدیہ بھیجا کرتے۔ فرمایا کہ یہ ہے گجراتیوں کا مزاج۔

فرمایا کہ نہ تو آدمی فتنے کا سبب بنے، نہ تو فتنے میں پڑے۔
 فرمایا کہ ترقی اعمال سے ہوتی ہے۔

انتقال سے ایک دن پہلے فرمایا کہ برادری کوئی چیز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ذات،

برادری کو محض تعارف کے لیے بنایا ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا (لَا تَفْخَرُوا) اللہ نے ذات برادری کو اس لیے نہیں بنایا کہ اس کو لے کر ایک دوسرے پر فخر کرو، بلکہ تعارف کے لیے بنایا ہے۔ پھر فرمایا کہ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَى اللَّهَ کے یہاں تو تقویٰ کی اہمیت ہے۔ بارہا یہ نصیحت فرماتے رہتے اور جب یہ آیت إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَى اللَّهَ پڑھتے، تو ایسا لگتا کہ گویا براہ راست دل سے آواز نکل رہی ہو۔

انتقال سے ایک دن پہلے بعد العصر کہیں سے آم آئے، بندہ سے فرمایا کہ خود بھی کھاؤ اور مہمانوں کو بھی کھلاؤ سنت کی نیت سے۔

رات میں (انتقال سے پہلی رات) فرمایا کہ انتہائی شفقت کے ساتھ فرمایا کہ ہاشم تم کہاں ہو؟ شیخ کی چوں کہ طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اس لیے وہیں بیٹھا ہوا تھا (شیخ کے بستر پر ایک کنارے) میں نے عرض کیا میں یہیں آپ کے پاس ہوں۔ گویا کہ از قبیل شفقت آخری بات تھی، جو انتہائی شفقت پر مبنی تھی۔ بالفاظ دیگر انتہائی تکلیف میں بھی شفقت فرماتے تھے۔

ایک طالب علم نے شیخ سے معلوم کیا کہ حضرت میں مدینہ پڑھنے جانا چاہتا ہوں، فرمایا: چلے جاؤ! اگر تم کو اپنے اوپر اطمینان ہو کہ وہاں کے غیر مقلد لوگ تم کو اپنی طرف مائل نہیں کر پائیں گے۔

فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب (مفتی مظفر حسین صاحب) مزاج مظاہری رکھتے تھے، کہ مظاہری مزاج کیا؟ صوفیانہ مزاج۔

ایک مدرسہ میں تشریف لے جا رہے تھے، مدرسہ کے دروازے پر پہنچے فرمایا کہ گاڑی موڑ لو، مجھے یہاں سے لواطت کی بو آ رہی ہے۔

حضرت اکل کو ابجاری شریف ختم کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں عصر کے وقت پہنچے، عصر کی نماز پڑھ کر حضرت نے کچھ دیر آرام فرمایا۔ جب مغرب پڑھ کر حضرت دارالحدیث تشریف لے گئے، وہاں سبق سے فارغ ہو کر آرام کے کمرے میں تشریف لائے، تو مولانا غلام صاحب و ستانوی نے فرمایا کہ حضرت ہمارے ایک طالب علم نے خواب دیکھا کہ حضور کا جنازہ مہمان خانہ میں رکھا ہوا ہے، تو اس طالب علم نے ایک استاذ سے اس کی تعبیر پوچھی، تو ان استاذ نے جواب دیا کہ حضرت کی تشریف آوری ہو رہی ہے۔ یہ خواب سن کر حضرت نے فرمایا کہ اگر پہلے بتایا ہوتا تو میں کچھ دیر اور بولتا۔

تین مولوی پاکستان سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور خیریت معلوم کرنے کے بعد بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک سے حضرت نے پوچھا کہ تم حافظ ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، البتہ میرے بیٹے سب حافظ ہیں۔ حضرت نے فرمایا: میاں! آپ کے اندر کبر ہے، میں پوچھ رہا ہوں آپ سے، اور آپ اپنے بیٹوں کو پیش کر رہے ہیں۔

فرمایا کہ حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندویؒ مدرسے کے قریب ایک گلی میں کھڑے تھے، ایک بھنگن آئی اور کسی کا بیت الخلاء صاف کرنے لگی، (جس طرح پہلے ہوا کرتے تھے، باہر سے صاف کیے جاتے تھے) ایک چھینٹ حضرت کے کپڑے پر پڑ گئی، حضرت نے اس کو ڈانٹ دیا، اگلے روز حضرت قاری صاحب وہیں کھڑے ہو گئے، اور جب وہ بھنگن آئی تو اس سے معافی مانگی۔ جب تک اس نے یہ نہیں کہا کہ میں نے معاف کر دیا اس وقت تک وہاں سے نہ ہٹے۔ پھر فرمایا کہ یہ تھے حضرت قاری صاحب (۱)۔

(۱) حضرت قاری صاحب کا یہ واقعہ بکثرت سناتے تھے کہ مدرسہ کی چھت پر طلبہ طوفان کر رہے تھے۔ حضرت نے نیچے سے پکارا: ارے کیا کر رہے ہو؟ اور اوپر جانا شروع

کیا۔ طلبہ ڈر گئے۔ حضرت کو ایک دم اندیشہ ہوا کہ کہیں طلبہ میں مارے ڈر کے بھگدڑ نہ ہو جائے، کہیں کوئی گرنہ جائے، کسی کو لگ نہ جائے؛ بس نیچے ہی سے فرمانے لگے:

مطمئن رہو! میں نہیں آ رہا ہوں، میں نہیں آ رہا ہوں۔ یہ سناتے ہوئے بہت ہنستے تھے، حضرت کی سادگی پر۔

حضرت کے سامنے کسی نے ایک مرتبہ مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کا واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا سے کوئی پانی پڑھوانے کے لیے آیا، اس کی بیوی کی طبیعت خراب تھی، حضرت! جب وہ ناظم صاحب کے سامنے آیا تو مارے ڈر کے، اس کے منہ سے بجائے بیوی کے شوہر نکل گیا کہ میرے شوہر کی طبیعت خراب ہے، اس کے لیے پانی دم کر دیجیے۔ وہاں موجود لوگوں کی ہنسی نکل گئی، اور حضرت ناظم صاحب کی بھی ہنسی نکل گئی، اس کے بعد ناظم صاحب اس کو ایک کمرے میں لے گئے، اور اس سے معافی مانگی اور اس کو بہت سارے ہدیے دئے۔ اس پر فرمایا کہ حضرت تو حضرت ہی تھے۔

دو بھائی ایک مدرسہ میں شریک تھے، دونوں میں اختلاف ہو گیا، ایک کہہ رہے تھے کہ مدرسہ کو رجسٹریشن کرواؤ، دوسرے منع کر رہے تھے، اور اس کے سخت مخالف تھے۔ بہر حال دونوں ہی شیخ کے پاس آیا کرتے تھے، شیخ کو اس مخالفت کا علم ہوا، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ان میں سے ایک شیخ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اور اٹھ کر جانے لگے، تو کچھ ہدیہ بصورتِ رقم دینا چاہا، حضرت نے فرمایا: پہلے اپنے اختلاف کو ختم کرو، میں ایسا ہدیہ نہیں لیتا۔

فرمایا کہ جو مجھے موٹی رقم دیتا ہے، میں مدرسہ میں دے دیتا ہوں، زکوٰۃ، صدقہ کے پیسے ہوتے ہیں، لوگ نام رکھ دیتے ہیں ہدیہ۔ اور جو سو، دو سو دیتا ہے، اس کو اپنے لیے رکھتا ہوں۔

ایم پی سے تشریف لارہے تھے، ٹرین میں دروازے سے گھستے ہی۔۔ ایک سیٹ ہماری تھی، اور تین کسی اور کی، جب ہم کھنڈوا سے سوار ہوئے، تو وہ تینوں سیٹیں خالی تھیں۔ اکثر لوگ جو شیخ کے ساتھی تھے، وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب بقیہ تین لوگ بھوپال سے سوار ہوئے، تو قاری انعام صاحب (دہلی) نے ان سے کہا کہ ہماری تین سیٹیں دوسرے ڈبے میں ہیں، آپ وہاں چلے جائیں، وہ لوگ غیر تھے، تیار نہیں ہوئے، بہر حال ایک سیٹ پر میں اور شیخ رہ گئے، اور باقی لوگ دوسرے ڈبے میں چلے گئے۔ حضرت سورہے تھے، میں ان کے پیروں کی طرف بیٹھا تھا۔ رات میں دوسرے لوگ جو حضرت کے ساتھ تھے، وقفے وقفے سے آتے رہتے تھے، اور اسٹیشنوں پر بھی لوگ ملاقات کے لیے آتے تھے۔ وہ لوگ بھی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ جب صبح ہو گئی اور دہلی قریب آ گیا، تو اس غیر مسلم کی بیوی نے مولانا انعام صاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے حضرت (گرو) ہیں، اس کی بیوی نے اس کو کہا کہ تم حضرت سے معافی مانگو۔ اس نے حضرت سے معافی مانگی کہ ہماری طرف سے جو تکلیف ہوئی ہو، اس کو معاف کر دیں۔ حضرت نے فرمایا: سب معاف ہے، اور اس نے اپنے بچے کو بھیجا کہ اس کے سر پر ہاتھ رکھو! تو حضرت نے منع فرمایا کہ میں سر پر ہاتھ نہیں رکھتا۔ جب حضرت ٹرین سے باہر نکل گئے، تو اس کی بیوی بہت دیر تک ٹرین کے دروازے پر کھڑی دیکھتی رہی۔

نیز جب ہم لوگ دہلی (شاہدرا) اتر کر کار میں سوار ہو گئے، تو حضرت نے بندے سے پوچھا کہ تمہارا بیگ کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ گاڑی میں رکھ لیا ہے، میرے ذہن میں تھا کہ قاری انعام صاحب نے بیگ گاڑی میں رکھ لیا ہے۔ بہر حال میں نے قاری صاحب (جو باندہ اور ایم پی کے سفر میں ساتھ رہتے تھے) سے پوچھا کہ میرا بیگ رکھ لیا؟ تو

قاری صاحب نے فرمایا کہ رکھ لیا۔ پھر دوبارہ حضرت نے معلوم کیا کہ تمہارا بیگ کہاں ہے؟ گویا حضرت اس طرح معلوم فرما رہے تھے جیسے کوئی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو کہ فلاں چیز نہیں ہے۔ پھر میں نے خود دیکھا تو واقعی بیگ نہیں تھا۔ لہذا میں نے دوبارہ قاری صاحب سے معلوم کیا تو تحقیق پر پتہ چلا کہ بیگ گاڑی میں ہی رہ گیا ہے، اور گاڑی روانہ ہو چکی تھی، قاری صاحب چوں کہ دہلی ہی کے مقیم تھے، ان کا بیٹا اسٹیشن پر بانک لے کر آیا ہوا تھا، لہذا جلدی سے پرانی دہلی بھیجا۔

جب قاری صاحب کے صاحبزادے پہنچے، تو گاڑی بھی پہنچ چکی تھی، اور گاڑی کی صفائی ہو رہی تھی، صفائی کرنے والوں کو وہ بیگ ملا، اس نے سواروں سے پوچھا کہ یہ بیگ کس کا ہے؟ جب قاری صاحب کے صاحبزادے (سلمان) پہنچ گئے، انہوں نے کہا کہ میرا ہے، ان صاحب نے ان کو وہ بیگ دے دیا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت ہی نے بیگ کے نہ ہونے کی اطلاع دی اپنے ادراک سے، اور حضرت ہی کی برکت سے وہ مل بھی گیا۔

ایک مرتبہ دوپہر کے وقت کھانا تناول فرما رہے تھے، واقعہ یہ ہے کہ حضرت کا دایاں ہاتھ چاول کی پلیٹ میں تھا، اور اس حال میں حضرت نے بائیں ہاتھ سے پانی پیا، اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ ثابت ہے، حضور ﷺ نے دائیں ہاتھ سے کھجور اور بائیں ہاتھ سے کھیرا کھایا ہے۔

ایک مرتبہ رات میں حضرت نے پانی منگوا یا، حضرت رات میں چار پانچ مرتبہ پانی پیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بائیں ہاتھ سے دھو کے سے پانی پی لیا، جب دار الحدیث میں سبق پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے، تو بیٹھتے ہی فرمایا: بچو! میں نے کبھی

بائیں ہاتھ سے پانی نہیں پیا، کل رات دھوکے سے پی لیا، میں سب کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

(قسط دوم)

ایک مرتبہ بندہ چھوٹا قرآن (جو آج کل پانچ پانچ پاروں والا رائج ہے) لے کر تلاوت کر رہا تھا۔ حضرت نے دیکھا تو فرمایا: یہ کیا چیز ہے بھائی؟ عرض کیا کہ یہ قرآن ہے۔ فرمایا کہ ایسے قرآن چھاپنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس سے قرآن کی عظمت ظاہر نہیں ہوتی۔ میرٹھ میں ایک مولوی صاحب کو ایک کمرے میں جہاں دو چار لوگ تھے، کسی بات پر سخت لہجے میں تنبیہ کر دی، تھوڑی دیر کے بعد جب کھانے کے لیے دسترخوان لگا، سینکڑوں لوگ جمع تھے، بڑے بڑے نامی رؤساء بھی تھے، حضرت نے بھرے مجمع میں زور سے معافی مانگی اور فرمایا کہ میاں تم کو اگر میری کسی بات سے تکلیف ہوئی ہو، تو اس کو معاف کرنا۔ ان مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی شفقت ہے، آپ اصلاح نہیں فرمائیں گے تو کون ہماری اصلاح فرمائے گا۔

ایک مرتبہ عشاء کے بعد مشفق و مربی کی آنکھ میں دوا ڈال رہا تھس کہ وہ باہر گر گئی، دوبارہ ڈالی پھر باہر گر گئی، تیسری مرتبہ ڈالی پھر باہر گر گئی۔ حضرت نے ایک طمانچہ رسید کیا، پھر فرمایا کہ لگا تو نہیں، میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا کہ لگا ہوگا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مدرسہ میں چھٹی کے اوقات تھے۔ حضرت نے کوئی کتاب مطالعہ کے لیے اٹھائی، جو صفحہ کھلا اس میں امام صاحب کا قول بھی لکھا ہوا تھا، حضرت نے سب

سے پہلے انتہائی محبت کے ساتھ اس کو پڑھا اور فرمایا کہ امام صاحب بہت بڑے امام ہیں، لیکن ان کے ماننے والوں نے بہت تشدد سے کام لیا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کھانے میں دال تھی، دال دیکھ کر فرمایا کہ لاؤ اور فرمایا: الدال بدل علی کثیرۃ المال۔ نیز حضرت دال کو بھی انتہائی رغبت سے تناول فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ دہلی ایئر پورٹ پر جا رہے تھے؛ عمرہ کا سفر تھا۔ شیخ حنیف صاحب لوہاروی اور بندہ ساتھ تھے کہ حضرت کو راستے میں پیشاب کا تقاضہ ہوا، تو گاڑی رکوائی گئی۔ حضرت نے گاڑی کی سیٹ پر بیٹھ کر پیشاب کرنا چاہا، لیکن سیٹ پر نہیں ہوا، تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے نیچے اتارو، میں نیچے بیٹھ کر پیشاب کروں گا۔ شیخ حنیف صاحب نے اپنا رومال زمین پر بچھا دیا۔ پھر ہم لوگوں نے حضرت کو اس پر بٹھا دیا۔ اور حضرت نے رومال پر بیٹھ کر پیشاب فرمایا۔